

آپ کا دوست اور مراد

صدق صادق کا صدق صادق الامام جعفر
سید الغائب و اخی ہو کا علم اور رضا کے واسطے

فیضانِ جعفر انام

(۱۳۸۶ھ)

المعروف

۲۲ حصہ
کی فاتحہ کا حکم
کنڈوں پر نیاز
جائز ہے

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گولیات اور واقعات

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی حیات و شہادت

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت و شہادت

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت و شہادت

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت و شہادت

انوار القادر

0300-9207948

قلم
محرر
محقق
مترجم
مبصر



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد الصادق الأمين

وعلى آله وصحبه وابنه وحزبه وذريته اجمعين الى يوم الدين آمين

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی جعفر اور کنیت ابو عبد اللہ اور ابو اسماعیل ہے القاب آپ کے بے شمار ہیں جن میں سے مشہور ترین لقب صادق ہے۔ (شواہد الثبوتہ معصفہ حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطبوعہ نوکسور لکھنؤ، صفحہ ۱۸۶)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مقدسہ ربیع الاول کی ۱۳، ۱۷ یا ۱۸ تاریخ پیر کے دن سن ۸۰ یا ۸۳ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (مراۃ الکونین مطبوعہ نوکسور لکھنؤ، صفحہ ۵۹۔ تفریح الاذکیاء، جلد دوم، صفحہ ۵۶۲۔ شواہد الثبوتہ، صفحہ ۱۸۶)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پدری سلسلہ نسب چھٹی پشت میں حضور صادق الامین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے واصل ہوتا ہے مثلاً امام صادق ابن امام باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شوہر سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت سید الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آپ کا مادری سلسلہ نسب پانچویں پشت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے خواہ آپ کی والدہ ماجدہ کا پدری سلسلہ شمار کیا جائے خواہ مادری مثلاً امام صادق ابن ام فروہ بنت قاسم ابن محمد ابن امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا امام صادق بن فروہ بنت اسماء بنت عبدالرحمن ابن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اسی لئے امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

لقد ولدنی ابو بکر مرتین (شواہد، ص ۱۸۶)

میری خاندان ابو بکر میں دو بار ولادت ہوئی۔

سبحان اللہ خود صادق، نانا صدیق اور جد اعلیٰ صادق الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم

آپ شریعت کے معلم اور طریقت کے امام اور ائمہ شریعت و طریقت کے استاد ہیں، اِنما وسیدنا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت کوئی و حضرت امام مالک و حضرت یحییٰ ابن سعید و حضرت ابن جریج و حضرت سفیان ثوری و حضرت سفیان ابن عیینہ و حضرت شعبہ و حضرت ابو ایوب سختیانی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہیں۔ (الصواعق المحرقة مصنفہ حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص ۱۹۹۔ اسماء الرجال ملحق مشکوٰۃ شریف مطبوعہ نظامی دہلی، ص ۲۔ تفریح الاذکیاء، ج ۲ ص ۵۶۲)

آپ ائمہ اہل بیت میں سے چہتے امام ہیں

ائمہ اہل بیت کے اسمائے گرامی یہ ہیں

- (۱) حضرت علی مرتضیٰ (۲) حضرت امام حسن (۳) حضرت امام حسین (۴) حضرت امام زین العابدین (۵) حضرت امام باقر (۶) حضرت امام جعفر صادق (۷) امام موسیٰ کاظم (۸) حضرت امام علی رضا (ان ہی کو امام خامن کہا جاتا ہے۔ ملحوظات اعلیٰ حضرت، ج ۳ ص ۳۲) (۹) حضرت امام محمد جواد (۱۰) حضرت امام علی عسکری (۱۱) حضرت امام محمد حسن المجتہد (۱۲) حضرت امام محمد ابوالقاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہم (شواہد النبوة، ص ۵۹ تا ۶۱۔ تفریح الاذکیاء، ص ۵۶۱ تا ۵۷۰)

کتاب جعفر جو آپ کے علوم و اسرار کی حامل ہے آپ ہی کی تصنیف لطیف ہے [اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ”جعفر سے جو جواب نکلے گا ضرور حق ہو گا کہ یہ علم اولیائے کرام کا ہے اہل بیت عظام کا ہے امیر المومنین علی مرتضیٰ کا ہے رضی اللہ عنہم“۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جعفر کے بانی اول مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کتاب جعفر میں شاید امام صادق نے اسے مشروح و مبسوط فرمایا ہو واللہ تعالیٰ اعلم] آپ کا ارشاد ہے ہمیں ما کان و ما یکون (جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہو گا) کا علم سکھایا گیا ہے ہمارے قلوب پر الہام ہوتا ہے اور ملائکہ کی باتیں ہم سنتے ہیں البتہ ملائکہ کو دیکھتے نہیں اور ہمارے پاس جعفر احمر ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسلحہ ہیں اور ہمارے پاس جعفر بیض ہے جس میں تورات، انجیل، زبور اور قرآن کے نسخے ہیں اور ہمارے پاس مصحفِ فاطمہ ہے جس میں قیامت تک ہونے والے حوادث و اسماء کا بیان ہے اور ہمارے پاس کتاب جامعہ ہے جس کا طول ستر ہاتھ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے لکھوایا اور مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمائی خدا کی قسم لوگ قیامت تک اس کے محتاج ہیں۔ (شواہد، ص ۱۸۷)

کتاب جفر اور جامع کی جامعیت کا یہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت امام علی رضا جو آپ کے پوتے ہیں انہیں جب مامون الرشید نے اپنا ولی عہد بنانا چاہا تو آپ نے انکار فرمایا بعد اصرار بسیار جب نوبت وعید و تہدید تک پہنچی اکراہاً قبول فرمایا اور اس باب میں ایک فصل تحریر فرمائی اس کے آخر میں ارشاد فرمایا: الجفر والجامعہ یدلان علی ضد ذالک۔۔۔ کتاب جفر اور جامع اس کے خلاف پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مامون کے عہد حیات ہی میں خدائاترسوں نے انگور و انار میں آپ کو زہر دیا (جس کی پیش گوئی بھی آپ خود ہی فرما چکے تھے) جس کے اثر سے امام صادق کے اس ماہ پارے نے شہادت پائی۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ اکرمہم وعلیہم اجمعین۔ (شواہد، ص ۲۰۱۔ تفریح الاذکیاء، ج ۲ ص ۵۶۵)

امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بھی ارشاد ہے:

سلونی قبل ان تفقدونی فاند لا یحدثکم احد بعدی بمثل حدیثی (شواہد، ص ۱۸۷)

کہ مجھے کھونے سے پہلے مجھ سے پوچھ لو کہ میرے بعد تم سے میری طرح کوئی بھی حدیث بیان نہیں کرے گا۔

سبحان اللہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس وصیت اسی ارشاد امام کے اتباع کی حاصل ہے۔ ”اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کیلئے کسی بندے کو کھڑا کرے گا مگر نہیں میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو حجت اللہ قائم ہو چکی ہے اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا۔۔۔ الخ (وصایا شریف مطبوعہ پرنٹنگ پریس لاہور، ص ۴)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات

- ❖ ہم اللہ کی وہ رشتی ہیں جس کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت مقدسہ (پ ۴، سورہ آل عمران) میں ارشاد فرمایا: ”اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور متفرق نہ ہو۔“ (صواعق محرقة مطبوعہ مصر، ص ۱۳۹)
- ❖ ایک بار سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا، عاقل کون ہے؟ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی جو خیر اور شر میں تمیز کرے۔ فرمایا یہ تو جانوروں کو بھی حاصل ہے کہ پیار اور مار میں تمیز کرتے ہیں۔ امام اعظم نے عرض کی حضور ارشاد فرمائیں فرمایا عاقل وہ ہے جو دو خیروں میں خیر الخیر کو اپنائے اور دو شرور میں سے ہلکے شر کو پہچانے (مرآۃ الکوئین، ص ۶۱) یعنی اگر مضطر ہو جائے تو ہلکے شر کو اختیار کرے جیسا کہ حدیث میں ارشاد فرمایا: من ابتلی ببلیتین فلیختر اسهلھما (مقاصد حسہ، ص ۱۹۰) جو دو بلاؤں میں مبتلا کر دیا جائے وہ سہل ترین بلا کو اختیار کرے۔
- ❖ آپ نے فرمایا جو کہے خدا کسی چیز پر ہے اور کسی چیز سے ہے وہ کاذب ہے۔ (مرآۃ الکوئین، ص ۶۱)
- ❖ جو گناہ کہ ابتدا اس کی خوف سے ہو اور انتہا اس کی عذر (توبہ) پر ہو تو خدا تک پہنچاتا ہے اور جو عبادت کہ ابتدا اس کی امن (خدا سے بے خوفی) پر ہو اور انتہا اس کی غرور پر ہو وہ خدا سے دور کرتی ہے۔ اور فرمایا مطیع مغرور گنہگار ہے اور گنہگار باعذر (معترف گناہ) مطیع۔ اور فرمایا عبادت بے توبہ مفید نہیں کیونکہ رب نے توبہ کو عبادت پر مقدم رکھا ہے۔ التائبون العبدون (القرآن) توبہ کرنے والے اور عبادت کرنے والے۔ (مرآۃ الکوئین، ص ۶۲)
- ❖ جس کا دشمن عقلمند ہو وہ آدمی نیک بخت ہے۔ (مرآۃ الکوئین) کہ عاقل ناجائز حرکت کر کے خود مبتلائے معاصی نہ ہو گا۔
- ❖ پانچ آدمیوں کی صحبت سے بچو: جھوٹا، احمق، بخیل، بد دل، فاسق۔ (مرآۃ الکوئین، ص ۶۲)
- ❖ خدا کی دنیا میں بہشت بھی ہے اور دوزخ بھی، بہشت عافیت ہے اور دوزخ بلا۔ بہشت یہ ہے کہ اپنا کام خدا پر چھوڑ دو اور دوزخ یہ ہے کہ اپنا کام اپنے نفس پر چھوڑ دو۔ (مرآۃ الکوئین، ص ۶۲)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عملیات

❖ ایک بار حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے سفیان جب خدا تمہیں نعمت عطا فرمائے اور تم اسے ہمیشہ باقی رکھنا چاہو تو اکثر حمد و شکر میں مشغول رہا کرو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔“ (القرآن) اور اگر رزق میں تنگی پاؤ تو کثرت سے استغفار کیا کرو۔ رب کا فرمان ہے ”اپنے رب سے استغفار کرو بیشک وہ غفار ہے تم پر آسمان سے بارش فرمائے گا۔“ (القرآن) اور جب کسی بادشاہ یا حاکم کے حکم سے رنج و غم لاحق ہو تو ”لا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم“ پڑھ لیا کرو اس لئے کہ یہ خوشی کی کنجی اور خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (تفریح الاذکیاء، ج ۲ ص ۵۶۲) حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ”لا حول ولا قوة الا باللہ“ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ ”لا حول“ ۹۹ بیماریوں کی دوا ہے جس میں سے سب سے آسان تر غم ہے۔ اور فرمایا ”لا حول“ پڑھنے والے پر تکلیف سے خلاصی ملنے کے سر دروازے کھلتے ہیں ان تکالیف میں سب سے ہلکی فقیری ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۷۰)

❖ ایک بار اپنے آزاد کردہ غلام ناقد سے ارشاد فرمایا کہ جب تجھے کسی غرض و حاجت کی بنا پر عرضی لکھنی ہو تو اس کے سرے پر بلا سیاهی خالی قلم سے یہ لکھ دے حاجت روا ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم وعد اللہ الصابرين المعمرين مما يكرهون والرزق

حيث لا يحتسبون جعلنا الله واياكم من الذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

ناقد کہتے ہیں کہ میں ایسا ہی کرتا تھا اور میری حاجت پوری ہوتی تھی۔ (تفریح الاذکیاء، ج ۲ ص ۶۵۳)

❖ ریح کہتے ہیں کہ جب آپ خلیفہ منصور کے دربار میں تشریف لائے تو لبہائے مبارک جنبش کرتے ہوئے جس قدر جنبش میں زیادتی ہوتی اتنا ہی منصور کا غصہ کم ہوتا یہاں تک کہ وہ آپ کو اپنے پاس بٹھاتا اور آپ سے خوشنود ہوتا۔ ریح کہتے ہیں کہ میں نے امام سے دریافت کیا کہ حضور! منصور سب سے زیادہ آپ پر غضبناک تھا مگر آپ نے کیا پڑھا کہ اس کا غصہ مبدل بملاطفت ہو گیا؟ فرمایا میرے دادا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دعا:

یا عدنی عند شدتی و یا غوثی عند کربتی احسنی

بعینک التی لا تنام و اکنفی برکنک الذی لا یرام

ریح کہتے ہیں کہ میں نے یہ دعا یاد کر لی اور جس سختی میں پڑھی آسان ہوئی۔ (شواہد النیوۃ، ص ۱۸۸)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکسار

ایک بار آپ نے اپنے غلاموں سے فرمایا آؤ ایک دوسرے سے بیعت کریں اور عہد کریں کہ ہم میں سے جو بھی قیامت کے دن نجات پائے سب کی شفاعت کرے انہوں نے عرض کیا اے ابن رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ کے دادا شفیع دو عالم ہیں آپ کو ہماری شفاعت کی کیا احتیاج؟ فرمایا مجھے اپنے اعمال سے شرم آتی ہے کہ قیامت کے دن دادا جان کو کیا منہ دکھاؤں۔
(مرآۃ الکونین، ص ۶۰)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حق گوئی

ایک بار آپ خلیفہ منصور کے دربار میں رونق افروز تھے کھیاں بار بار خلیفہ کے منہ پر بیٹھتی تھیں خلیفہ نے جھنجھلا کر کہا اے ابو عبد اللہ (امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے) اللہ تعالیٰ نے مکھی کو کیوں پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا کہ ظالموں اور مغروروں کو ذلیل کرے۔ (تقریب الاذکیاء، ج ۲ ص ۵۶۲)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات

❖ خلیفہ منصور کے دربار میں افتراء پردازوں اور چغخوروں نے حضرت امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ بہتان لگایا کہ وہ خلافت کے خلاف فتنہ اٹھاتا اور خون ریزی کرنا چاہتے ہیں۔ منصور نے آپ کو بلایا اور دریافت کیا۔ فرمایا بخدا میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی اگر تمہیں ایسی کوئی خبر ملی ہے تو کسی جھوٹے سے ملی ہے۔ منصور نے بدگو سے قسم اٹھانے کو کہا اس نے یوں قسم شروع کر دی ”قسم ہے اس پروردگار کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں غیب و شہادت کا جاننے والا ہے“ امام صادق نے خلیفہ سے کہا یوں نہیں میں اسے قسم دلاتا ہوں منصور نے کہا آپ متیقن فرمائیں آپ نے فرمایا یوں کہہ ”برئت من حول اللہ وقوتہ والنجاة الی حولی وقوتی لقد فعل جعفر کذا و کذا وقال کذا و کذا“ اللہ کی ضمانت سے ہٹ کر اپنے کر قوت کی آڑ لے کر کہتا ہوں کہ امام جعفر صادق نے ایسا ایسا کیا اور ایسا ایسا کہا پہلے تو اسے تامل ہوا پھر اسی طرح قسم کھا بیٹھا ابھی قسم تمام نہ ہوئی کہ گر اور مر گیا۔ منصور نے حکم دیا کہ اس کی ٹانگ ٹھیسٹ کر مجلس سے باہر پھینک دیا جائے اور امام صاحب سے عرض کیا کہ آپ اس سے پاک ہیں جو اس نے آپ کی نسبت بکا تھا۔ رنج کہتے ہیں کہ میں نے امام صاحب سے دریافت کیا کہ آپ نے اسے اسی طرح کیوں نہ قسم کھانے دی جس طرح اس نے شروع کی تھی؟ فرمایا جب کوئی شخص خدا کی عظمت بیان کرتا ہے تو عذاب الہی موخر ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اس طرح قسم دی کہ عذاب جلد پکڑ لے۔ (صواعق محرقة، ص ۱۹۹۔ شواہد النبوة، ص ۱۸۸۔ تفریح الاذکیاء، ج ۲ ص ۵۶۲)

❖ ایک بار منصور نے دربان سے کہا کہ جب امام میرے پاس تشریف لائیں تو میرے پاس پہنچنے سے پہلے ہی ان کا خاتمہ کر دے۔ ایک دن امام صاحب تشریف لائے اور منصور کے پاس تشریف فرما ہوئے منصور نے کسی بہانے سے دربان کو بلایا تاکہ وہ امام کو دیکھ جائے دربان آیا اور امام کو دیکھ گیا جب آپ تشریف لے گئے منصور دربان پر خفا ہوا اور کہا کہ میں نے تجھے کیا حکم دیا تھا؟ دربان نے قسم سے بیان کیا کہ میں نے صرف آپ کے پاس رونق افروز دیکھا اس کے علاوہ آتے جاتے دیکھا ہی نہیں۔ (شواہد النبوة، ص ۱۸۸)

❖ داؤد عباسی نے امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام کو قتل کر دیا اور اس کا تمام مال و اسباب لے لیا امام اس کے پاس تشریف لے گئے اور چادر زمین پر بچھا دی اور اسے سرزنش کی پھر فرمایا میری بددعا سے نہیں ڈرتا؟ اس نے ازراہ تمسخر کہا مجھے اپنی بددعا سے ڈراتے ہو؟ امام صاحب تشریف لے آئے تمام رات نماز میں گزار دی وقت سحر بددعا فرمائی اسی وقت خبر آئی کہ داؤد کو لوگوں نے مار ڈالا۔ (شواہد النبوة، ص ۱۹۰)

❖ ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں مع اپنی کنیز کے مدینہ شریف حاضر ہوا رات کو اس کے ہمراہ شب باش ہوا صبح حمام کی جانب جا رہا تھا کہ ایک گروہ نظر آیا جو زیارتِ امام صادق کو جا رہا تھا میں بھی ساتھ ہو لیا کاشانہ امام پر پہنچے تو نگاہ امام مجھ پر پڑی فرمایا ”اے ابو بصیر! کیا تم نہیں جانتے کہ پیغمبروں اور ان کی اولاد کے گھر حالتِ جنابت میں نہیں جاتے؟ ابو بصیر نے عرض کی حضور یہ گروہ حاضر ہو رہا تھا میں ڈرا کہ مبادا دولتِ زیارت ہاتھ سے نکل جائے اب توبہ کرتا ہوں آئندہ ایسا نہ ہو گا۔

(شواہد النبوة، ص ۱۹۰)

❖ ایک شخص کو منصور نے قید کر دیا تھا اس کا ایک دوست عرفہ کے دن بعد نمازِ عصر امام سے ملاقی ہوا امام صاحب نے دریافت فرمایا تمہارا دوست رہا ہوا یا نہیں؟ عرض کی نہیں۔ آپ نے دستِ دعا دراز فرمائے اور فرمایا خدا کی قسم وہ رہا ہو گیا جب یہ شخص حج سے لوٹا تو اپنے دوست سے ملا اور پوچھا کہ تم کب رہا ہوئے اس نے کہا عرفہ کے دن عصر کے بعد۔

(شواہد النبوة، ص ۱۹۰)

❖ ایک شخص نے مکہ شریف میں ایک چادر خریدی اور تہیہ کیا کہ اسے با احتیاط رکھوں گا تاکہ میرے مرنے کے بعد کفن میں کام آئے جب عرفہ سے مزدلفہ پہنچا تو چادر کھو گئی بہت افسوس ہوا صبح مزدلفہ سے مٹی آیا اور مسجد خیف میں اقامت کی یکایک ایک شخص آیا اور کہنے لگا تمہیں امام صادق طلب فرماتے ہیں وہ وہاں پہنچا سلام عرض کی بیٹھا تو امام صاحب نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک چادر دوں کہ بعد موت وہ کفن میں کام آئے عرض کی ہاں اے امام میری چادر کھو گئی ہے غلام کو حکم فرمایا اس نے چادر حاضر کی بعینہ وہی چادر تھی جو کھو گئی تھی فرمایا یہ لو اور خدا کا شکر ادا کرو۔ (شواہد النبوة، ص ۱۹۰)

❖ ایک بار امام صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکہ مکرمہ میں کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک بڑھیا کو دیکھا کہ مع بچوں کے کھڑی ہے اور وہ بچے زار زار رو رہے ہیں پاس ہی ایک گائے مری پڑی تھی۔ امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رونے کا سبب دریافت فرمایا بڑھیا نے کہا میرے اور میرے بچوں کے معاش کا ذریعہ صرف یہی گائے تھی اب کیا ہو گا؟ فرمایا کیا تو چاہتی ہے کہ خدا اسے زندہ فرمادے؟ بڑھیا نے کہا اس مصیبت کے وقت تم میرا مذاق بناتے ہو؟ فرمایا نہیں مذاق نہیں دعا فرمائی گائے کو ٹھوکر لگائی اور آواز دی گائے تندرست و توانا چلتی پھرتی زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی آپ لوگوں کے جہوم میں چپکے سے تشریف لے گئے بڑھیا کو معلوم بھی نہ ہوسکا کہ کون تھے۔ (شواہد النبوة، ص ۱۹۰۔

مرآۃ الکونین، ص ۶۰)

❖ ایک حاجی صاحب خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی میں حج کو جا رہا ہوں یہ دس ہزار درہم لیجئے اور میرے لئے ایک مکان خرید لیجئے کہ بعد فراغ حج میں لوٹ کر مع اہل و عیال اس میں اقامت گزریں ہوں امام صاحب نے یہ تمام رقم راہِ خدا میں صرف فرمادی جب حاجی صاحب لوٹے اور حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا حاجی صاحب میں نے آپ کیلئے جنت میں مکان خرید لیا ہے جو ایک سمت سے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس سے ملتا ہے دوسری سمت سے مولائے کائنات شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شبستان معلیٰ سے ملتا ہے اور تیسری طرف امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس قصر سے اور چوتھی جانب سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محل النور سے، یہ لو اس کا بیع نامہ۔ حاجی صاحب نے بیع نامہ کا کاغذ لیا اور گھر چلے گئے اہل خانہ کو وصیت کی میری وفات کے بعد میری قبر میں یہ کاغذ رکھ دینا جب حاجی صاحب کا وصال ہوا حسب وصیت کاغذ قبر میں رکھ دیا گیا دوسرے دن وہی بیع نامہ کا کاغذ قبر کے اوپر رکھا ہوا ملا اس کی پشت پر لکھا ہوا تھا امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا وعدہ حج کر دکھایا۔ سبحان اللہ۔ اللہم اجعلنا منهم۔ (شواہد النبوة، ص ۱۹۱۔ مرقاة الکونین، ص ۶۲)

❖ ایک حاجی صاحب نے درخواست پیش کی کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اتنا دے کہ میں بکثرت حج کروں۔ آپ نے دعا فرمائی الہی انہیں پچاس حج نصیب فرما چنانچہ انہوں نے پچاس حج بخیر و خوبی ادا کئے جب حج اکاون کی نوبت آئی راہ میں ایک دریا پر غسل کرنے لگے پانی کی اک موج آئی اور بہا کر لے گئی۔ (شواہد النبوة، ص ۱۹۲)

❖ حضرت امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا سیدنا امام زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ ہشام نے شہید کرایا اور سولی دی عالموں نے حضرت کو سولی پر چڑھاتے وقت روئے مبارک قبلہ کی طرف سے پھیر دیا تھا مگر بحکم الہی وہ لکڑی جس پر عالموں نے حضرت کو سولی پر چڑھایا تھا قبلہ رخ پھر گئی اور حضرت کا منہ قبلہ کی طرف ہو گیا اور ظلم شدید کہ یہ نعش مبارک کو دفن نہ ہونے دیا برسوں سولی پر ہی رہی ان برسوں میں بدن مبارک کے کپڑے گل گئے تھے قریب تھا کہ بے ستری ہو اللہ عزوجل نے کڑی کو حکم فرمایا اس نے جسم مبارک پر ایسا جال تان دیا کہ بجائے تہبند ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض صالحین نے دیکھا کہ امام مظلوم زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سولی سے پشت اقدس لگائے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ کچھ کیا جاتا ہے میرے بیٹوں کے ساتھ؟ جب ہشام مر گیا تب نعش مبارک دفن ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ مطبوعہ اہل سنت و جماعت بریلی شریف، ج ۲، ص ۵۰۱۔ اصح التواخج مطبوعہ محمد یونس پریس، ج ۱ ص ۷۷) حکم ابن عباسی کلبی مردود نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر یہ شعر کہا تھا:

صلبنا لکم زیدا علی جذع نخلة ولم نر مہدیا علی الجذع یصلب

کہ ہم نے تمہارے زید کو کھجور کی لکڑی پر سولی دی اور ہم نے کسی ہدایت یافتہ کو کھجور کی لکڑی پر سولی دیئے جاتے نہ دیکھا۔

یہ ناپاک شعر حضرت امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے بے حد تکلیف دہ تھا بد دعا فرمائی:

اللہم سلط علیہ کلبا من کلابک

اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی ایک کتا مسلط فرما دے۔

ان ہی دنوں بنی امیہ والوں نے کلبی مردود کو کوفہ بھیجا راستے میں ایک شیر نے (جو دربار خداوندی کا ایک ادنیٰ کتا ہے) اسے پھاڑ ڈالا اور اس طرح وہ واصل جہنم ہوا۔ حضرت امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ خبر ملی تو مسجد شکر فرمایا اور حمد کی کہ تمام تعریفیں اس خدائے قدوس کو جس نے ہم سے اپنا وعدہ وفا فرمایا۔ (اصح التواخج، ج ۱ ص ۷۷۔ صواعق محرقہ، ص ۲۰۰۔ شواہد النبوة، ص ۱۹۲)

❖ ایک بار آپ تنہا تشریف لے جا رہے تھے اور زبان مبارک پر اللہ اللہ تھا ایک پر آگندہ حال شخص آپ کے پیچھے ہولیا اس نے اللہ اللہ کہنا شروع کیا امام نے فرمایا، یا اللہ کپڑے نہیں ہیں فوراً ایک ٹرے ظاہر ہوئی جس میں نہایت فاخرہ لباس تھا آپ نے زیب تن فرمایا اس شخص نے عرض کیا یا حضرت اللہ کہنے میں میں بھی آپ کا شریک تھا پرانے کپڑے مجھے دے دیجئے حضور کو اس کی یہ اداسند آئی پرانے کپڑے اس کو مرحمت فرما دیئے۔ (مراۃ الکوثر، ص ۶۱)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق، سخاوت، سادگی

❖ ایک شخص کی اشرفیوں کی قبیلی گم ہو گئی وہ حضرت امام کے سر ہو گیا کہ تم نے لی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا اس میں کتنی اشرفیاں تھیں کہا ایک ہزار۔ آپ اسے دولت کدہ پر لے گئے ہزار اشرفیاں گن دیں پھر اس شخص کو اس کی گئی ہوئی قبیلی مل گئی وہ آپ کی ہزار اشرفیاں واپس لایا اور معذرت کی آپ نے ارشاد فرمایا ہم الہ بیت جو دے دیتے ہیں وہ واپس نہیں لیتے جاؤ لے جاؤ تمہیں دونوں مبارک ہوں اس نے لوگوں سے دریافت کیا یہ صاحب خلق نبوی کون ہیں؟ بتایا گیا کہ امام صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ وہ بے حد شرمندہ ہوا اور عطائے امام لے کر چلا گیا۔ (مرآۃ الکونین، ص ۶۱)

حضرت امام کا صاف ستھرا گھراٹا بھلا دے کر پھیرنے والا کہاں، یہ ہر گھن کی چیز سے پاک و منزہ ہے اسی مقدس گھرانے سے تو یہ آواز چار دانگ عالم میں پھیلی ہے کہ دے کر لینے والے کی مثال اس کتے کی سی ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے بری مثال ہمارے لئے نہیں الحدیث۔ (مشکوٰۃ شریف مطبوعہ نظامی دہلی، ص ۲۲۰)

❖ ایک بار ایک شخص نے آپ کو لباس فاخرہ میں دیکھا عرض کی ”لیس هذا من بیتک“ یہ لباس آپ کے گھرانے کا نہیں ہے آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر گرتے کے نیچے کیا، دیکھا کہ نیچے ٹاٹ کا لباس ہے جو ہاتھ میں خراش پیدا کرتا ہے اس نے تعجب سے پوچھا یہ کیا ہے فرمایا ”هذا للخلق وهذا للحق“ یہ مخلوق کیلئے ہے اور وہ خالق کیلئے۔ (مرآۃ الکونین، ص ۶۰)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی وفات ماہ شوال میں ہوئی۔ (تفریح الاذکیاء، ص ۵۶۳) لیکن اتفاق اس پر ہے کہ آپ کی وفات ماہ رجب میں پیر کے دن ہوئی۔ (تفریح الاذکیاء، ج ۲ ص ۵۶۳۔ شواہد النبوة، ص ۱۸۷۔ مرآۃ الکونین، ص ۶۲) تاریخ ۱۵ رجب تھی۔ (شواہد النبوة، ص ۱۸۷۔ مرآۃ الکونین، ص ۶۲) سن وفات بعض کتابوں میں ۱۸۴ھ تحریر ہے (صواعق محرقہ، ص ۲۰۱) مگر جمہور کے نزدیک سن وفات ۱۸۱ھ ہے۔ (تفریح الاذکیاء، ج ۲ ص ۵۶۳۔ شواہد النبوة، ص ۱۸۷۔ مرآۃ الکونین، ص ۵۹) تفریح الاذکیاء نیز خود صواعق محرقہ میں عمر شریف اڑسٹھ^{۶۸} سال بیان کی گئی ہے اگر سن ۸۰ھ میں ولادت مقدسہ تسلیم کی جائے اور عمر شریف کے اڑسٹھ سال اس پر اضافہ کئے جائیں تو وہی ۱۴۸ھ سن وفات ٹھہرتا ہے۔ یہ بھی قول ہے کہ آپ کی وفات زہر کے اثر سے ہوئی۔ (صواعق، ص ۲۰۱۔ تفریح الاذکیاء، ج ۲ ص ۵۶۳) زہر آپ کو زمانہ منصور میں دیا گیا۔ (تفریح، ج ۲ ص ۵۶۳) مزار مقدس آپ کا جنت البقیع قبرستان مدینہ منورہ میں آپ کے والد ماجد امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دادا، امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہے۔ (شواہد، ص ۱۸۷۔ صواعق، ص ۲۰۱۔ تفریح، ج ۲ ص ۵۶۳۔ مرآۃ، ص ۶۲)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز ہمارے ملک میں ۲۲/رجب المرجب کو ٹکیوں یا حلوہ پوری یا کھیر پوری وغیرہ پر ہوتی ہے تاریخ و طعام کا تعین، تعین شرعی نہیں بلکہ عادی و عرفی ہے نیاز کھیر پوری پر ہو یا کسی اور چیز پر تاریخ خواہ ۲۲ ہو خواہ تاریخ وصال ۵ ارجب کو نیاز بہر حال ہو جاتی ہے البتہ خاص یوم وصال حصول برکات کا اعلیٰ ذریعہ ہے حضور سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام کی ارواح طیبہ کو ان کے وصال شریف کے دن قبور کریمہ کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے چنانچہ وہ وقت جو خاص وصال شریف کا ہے برکات کیلئے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت مطبوعہ یونیورسٹی انڈیا پریس لکھنؤ، ج ۳ ص ۴۶)

رہا یہ کہ ۲۲ تاریخ حضرت امام کی فرمودہ ہو یہ بھی غلط ہے کہ اس کا ماخذ داستان عجیب ہے اور اس میں جو حکایت ہے نہ اس کا کوئی حوالہ ہے نہ سند نہ اس کا کسی معتد کتاب سے ثبوت نہ اہل علم نہ عالمان شریعت سے مسموع بلکہ عدم ثبوت کا ثبوت موجود، حضرت صدر الشریعہ خاتم الفقہاء و اساتذ العلماء مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کوئٹہ کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستان عجیب ہے اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھواتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ و لا کر ایصال ثواب کریں۔ (بہار شریعت مطبوعہ رفقاہ عام پریس آگرہ، حصہ ۱۶، صفحہ ۲۴۳) ایسا ہی بلکہ اس سے زیادہ سخت حضرت علامہ محمود الحسن صاحب زیدی الوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ملاحظہ ہو (سیرت چاریدار مطبوعہ عزیزی پریس آگرہ، ص ۵) فقیر غفرلہ القدر نے آج سے ۲۶ سال قبل ۶/رجب ۱۳۶۰ھ میں فتویٰ دیا تھا حضرت امام کی سینکڑوں کرامتیں آفتاب نمرود سے زیادہ ظاہر و باہر ہیں اور خاص یہ واقعہ بھی آپ سے بعید نہیں اگر آپ چاہتے تو ایسے ایسے اٹھائیس ہزار واقعات دکھا سکتے تھے لیکن یہاں کلام صرف اس میں ہے کہ یہ واقعہ ہوا یا نہیں؟ تو ہم اس واقعہ کی کوئی سند نہیں پاتے واللہ عند اللہ (ریاض الفتاویٰ قلمی) (الحمد للہ جو آپ کے زیر مطالعہ ہے) مزید برآں اس کتاب داستان عجیب کا نام بھی عجیب ہے یعنی اس کا اصل نام ہے معجزہ مصحف ناطق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، مذہب اہل سنت و جماعت میں معجزہ نبی کیلئے خاص ہوتا ہے اور اولیاء اللہ سے جو میر العقول واقعات رونما ہوتے ہیں انہیں کرامات کہا جاتا ہے۔

شرح عقائد نسفی میں ہے:

و کرامتہ ظهور امر خارق للعادة من قبلہ غیر مفارق لدعوی النبوة فما لا یكون مقرونا
بالایمان والعمل الصالح یكون استدراجا وما یكون مقرونا لدعوی النبوة یكون معجزة
کہ ولی کی کرامت اس کی جانب سے وہ امر خلاف عادت ہے جو دعوی نبوت کا حامل نہ ہو اور جو ایمان و عمل صالح کے بغیر
(کافر و فاسق سے) ہو وہ استدراج ہے اور جو دعوی نبوت کے ساتھ ہو وہ معجزہ ہے۔ (شرح عقائد نسفی مطبوعہ نوکسٹر لکھنؤ، ص ۱۰۴)
شرح فقہ اکبر میں ہے:

تلك الخوارق العادات آیات ای معجزات لانها مختصه بالانبياء (شرح فقہ اکبر مطبوعہ مکتبائی دہلی، ص ۹۷)

کہ یہ خوارق عادات آیات و معجزات کہلاتے ہیں اس لئے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے خاص ہیں۔
چونکہ معجزہ کا اطلاق حضرت امام کی کرامت پر یونہی ناجائز تھا لہذا سرے سے یہ نام درست ہی نہ ہوا۔ یونہی علیہ السلام کا
اطلاق بھی جائز نہیں۔ اسی شرح فقہ اکبر میں ہے:

ان قول علی علیہ السلام من شعار اهل المدعة (شرح فقہ اکبر، ص ۲۰۴)

کہ علی علیہ السلام کہنا اہل بدعت کا شعار ہے۔

البتہ اولیائے کرام و ائمہ عظام کیلئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ استعمال کرنا
مناسب و موزوں و احسن و مستحسن ہیں۔

فتاویٰ حدیثیہ مصنفہ علامہ ابن حجر شافعی مکی علیہ الرحمۃ و در مختار و رد المحتار مشہور کتب احناف میں ہے:

و یترضی عن الاکابر کالمجتہدین و یترحم عنہم دونہم -----

کہ اکابرین مثلاً مجتہدین کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہے ان کے علاوہ اور نیکوں کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اور عوام کو مرحوم و مغفور کہے۔

(فتاویٰ حدیثیہ، ص ۱۶۶۔ در مختار و رد المحتار مطبوعہ مصر، ج ۵ ص ۶۵۹)

اسی کتاب داستان عجیب میں فاتحہ کو رے کوئٹوں میں دلانا لکھا ہے یہ بھی بلاوجہ ہے گھر کے برتنوں میں بھی ہو سکتی ہے اگر یہ خیال ہے کہ گھر کے برتن قابل اطمینان نہیں تو یہ خود غلط بات ہے ہر مسلمان اپنے برتن پاک و صاف رکھتا ہے بالفرض ناپاک ہی ہیں تو دھو ڈالیں دھونے سے پاک ہو جائیں گے البتہ کو رے کوئٹے منگانی سے اگر یہ مقصود ہو کہ اس پر فاتحہ ہو جائے گی اور بعد فاتحہ یہ گھر میں کام آجائیں گے مثلاً آنا وغیرہ گوندھنے میں تو نیت مستحسن ہے حدیث میں ارشاد ہوا جس نے اپنے گھر کے برتن مٹی کے بنوائے، فرشتے اس گھر کی زیارت کو آئیں گے۔ (در مختار و رد المحتار مطبوعہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۰)

اور اگر یہ نیت ہو کہ بعد فاتحہ مسجد میں رکھ دیں گے تاکہ رمضان میں روزہ داروں کی انفرادی یا مسافروں کا کھانا رکھنے کے کام آئیں تو یہ نیت بھی محمود ہے اور اگر یہ خیال ہے کہ اب یہ متبرک ہو گئے اور انہیں کسی کام میں لانا خلاف احترام ہے ان کو دریا میں ٹھنڈا کرنا ضروری ہے تو یہ جہالت و حماقت و اضعاف مال اور ناجائز و حرام ہے اگر اس خیال والے اپنے قول میں سچے ہیں تو وہ تمام کڑھائی اور کفگیر وغیرہ جن سے نیاز پکائی گئی کیوں نہیں دریا برد کرتے بلکہ حضرت امام کے پر دادا حضرت امام حسین بلکہ ان کے بھی والد گرامی حضرت علی اور جد اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیازیں جن برتنوں میں ہوئی وہ تو ان سے بھی زیادہ متبرک ہو گئے انہیں کیوں دریا برد نہیں کیا جاتا؟ معلوم ہوا کہ یہ خیال خام و بے اصل ہے۔ ایک قباحت یہ بھی ہے کہ جہاں فاتحہ ہوتی ہے وہیں کھلاتے ہیں باہر نہیں نکالتے یہ بھی عجیب بات ہے حضرت امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جہاں چاہیں تشریف لے جائیں لیکن نیاز گھر کی چار دیواری سے باہر نہ نکلتے۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ماہِ رجب میں حضرت جلال بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کوئٹے ہوتے ہیں کہ چاول یا کھیر پکوا کر کوئٹوں میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے ہاں ایک بات مذموم ہے وہ یہ کہ جہاں کوئٹے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹتے نہیں یہ ایک لغو حرکت ہے مگر یہ جاہلوں کا طریق عمل ہے پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔ اسی طرح ماہِ رجب میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کیلئے پوریوں کے کوئٹے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعض لوگوں نے پابندی کر رکھی ہے یہ پابندی بے جا ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، صفحہ ۲۴۴)

بعض لوگوں میں یہ رواج ہے کہ جس جگہ کو بڑے کھلائے جاتے ہیں وہاں سالن روٹی نہیں کھائی جاتی بلکہ الگ دوسری جگہ کھائی جاتی ہے اس کے بے ہودہ ہونے میں کیا کلام جیسے کہ حضرت امام کو سالن روٹی سے نفرت ہو اور صرف پوریوں ہی پر گزارہ فرمایا ہو۔ سب سے زیادہ ہشجیج رسم یہ ہے کہ اگر پوریاں ہشجیج جائیں تو بعض لوگ اسے دوسرے دن کیلئے نہیں رکھتے بلکہ زمین میں دفن کر دیتے ہیں یہ اسراف و حرام ہے۔

مولانا ذہل فرماتا ہے:

كلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لا يحب المرففين (پ ۸۔ سورۃ اعراف)

کھاؤ، پیو اور بے جا خرچ نہ کرو بے شک رب تعالیٰ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اور فرماتا ہے:

ولا تبذر تبذيرا ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين وكان الشيطان لربه كفورا

فضول نہ اڑا بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکر ہے۔ (پ ۱۵۔ سورۃ بنی اسرائیل)

مسئلہ:- جو عورت حیض و نفاس کی حالت میں ہو وہ اپنے ہاتھ خوب پاک و صاف کر کے اور تازہ وضو کر کے نیاز پکا سکتی ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں لگا ہوا ہے۔

نیز حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حالت حیض میں پانی پی کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دیتی تھیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برتن میں اسی مقام پر دہن اقدس لگا کر پانی نوش فرماتے تھے جہاں صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منہ لگایا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۲)

شامی میں ہے:

ولا يكره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجين او ماء او نحوهما الا اذا توضأت بقصد القرية كما هو المستحب فانه يصير مستعملا ولا ينبغي ان يعزل عن فراشها لان ذلك يشبه فعل اليهود ويكون ان يعزلها في موضع لا يخالطها فيه (شامی، ج ۱ ص ۲۶۹)

ایسی عورت کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا مکروہ نہیں ہوتا نہ اس کے ہاتھ کا گوندھا ہوا آٹا اور پانی وغیرہ کا استعمال مکروہ البتہ اسے یہ نیت عبادت وضو کر لینا مستحب ہے کہ پانی وغیرہ مستعمل نہ ہو جائے اور اسے الگ سلانا بھی نہ چاہئے کہ یہ فعل یہودیوں کا ہے اور اسے ایسی جگہ علیحدہ کر دینا کہ کوئی اس سے چھون نہ جائے یہ بھی مکروہ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے
اور ہم سے وہ کام لے جو حضرت امام کی خوشنودی کا سبب ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین وصلى الله تعالى على خير خلقه
سيدنا محمد وآله وصحبه وعترته واهل بيته وذريتہ اجمعين

کتبہ

فقیر سید محمد ریاض الحسن جیلانی رضوی حامدی جو دھپوری غفرلہ القوی
امریکن کواٹرڈی ۵۷، حیدرآباد سندھ پاکستان